قصیدہ

حسان الہند مولانا سید کامل حسین نقوی کاملؔ جائسی

یہ مجھے خبر نہیں ہے کہ حیات ہے اسیری
کہاں رک گئی جوانی کہاں جارہی ہے پیری

مری نظم سے کھلے گا یہ شعور عارفانہ
کہیں حافظوں کا ایماں کہیں بادۂ نظیری

میں نوائے قنبری ہوں میں گدائے حیدری ہوں
مری طبع ہے فرزدق مرا فخر ہے فقیری

میں یہ جانتے ہوئے بھی تری مدحتوں میں گم ہوں
مری قاصر البیانی نہ کرے گی دستگیری

یوں ہی قافلہ رواں تھا کہ زبان وحی بولی
ہمیں آج دیکھنا ہے تری محنت اخری

یہ زمین تپ رہی تھی کہ نبی کے ساتھ والے
بجز آبلہ نہ رکھتے تھے متاع راہ گیری

نم شمع بن گیا تھا جو مزاج زمہریری!
تو زمین تھی ایک سفلہ تہ گنبد اثیری

وہ نوید ''کنت مولیٰ'' سے ملی ہوئی فصاحت
وہ نہیب لفظ ''بلّغ'' سے سجی ہوئی امیری

میں نثار عرش دیکھے یہ تری بلند امیری
ہے فراز دست مرسل ترا منبر غدیری

تری الفتوں کے صدقے میں خرید لی ہے جنت
مری حسرتوں کی مانع نہ ہوئی مری فقیری

کوئی خازن جناں ہے کوئی مالک جناں ہے
یہ تری امارتوں کی ہے پھکی ہوئی امیری

ہے دماغ ''عرشیاں'' سے بھی فزوں مری امیری
یہ ''جہانیاں'' غنی ہوں جو بٹے مری فقیری

یہ وقار ''یعصم'' تھا جو ادائے تہنیت تھی
کہ صدائے لفظ بلّغ میں یہ پیچ تھا اخیری

وہ تھے سیدالملائک جنہیں روٹیاں عطا کیں
کہ امیریوں نے لے لی ترے واسطے فقیری

وہ گھٹی ہوئی فضائیں وہ رکی ہوئی ہوائیں
کہ زمین میں آگئی تھی کوئی حرکت فطیری

وہ وداع صبح آخر وہ یقین دل پذیری
وہ ملائکہ جلو میں وہ صدائے یا قدیری

بھلا کون روک سکتا بھلا کون ٹوک سکتا
کہ کلام ''یعصم'' کی ہے شدید سخت گیری